ختم کے احکام اور رسوم بد پر قابل مطالعہ تحریر

ختم کے رسوم و احکام

مولانا قاضی محمد اطیع الحق عثمانی قادری رضوی

کتب خانہ امجدیہ دہلی

ختنہ کے احکام اور رسوم بد پر قابل مطالعہ تحریر

ختنہ کے رسوم و احکام

تالیف

مولانا قاضی محمد اطیع الحق عثمانی قادری رضوی

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵/۷، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

نام کتاب : ختنہ کے رسوم واحکام

مصنف : مولانا قاضی محمد اطیعوالحق عثمانی قادری رضوی
علاؤالدین پور، سعد اللہ نگر بلرامپور (یو پی) پن ۲۷۱۳۰۷

باراوّل : (۱۴۳۷ھ/۲۰۱۵ء)

کمپوزنگ : افضل حسین بستوی، دہلی

تعداد : ۱۱۰۰

مطبع : نیوانڈیا آفسیٹ پریس، دہلی

قیمت : Rs. 30=00

ناشر

کتب خانہ امجدیہ دہلی رجسٹرڈ
۴۲۵، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶
Ph:- 011-23243188, 011-23243187
E-mail: kkamjadia@yahoo.co.uk
Web: www.kutubkhanaamjadia.com

تأثرات

مسلمانو! دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ آج یہاں جو بیج ڈالو گے کل قیامت کے دن وہی کاٹو گے۔ آج اگر یوں ہی خدا کی نافرمانی کرتے رہو گے تو روز جزاء بارگاہ الٰہی میں کیا منہ دکھاؤ گے جس روز تمام لوگ خدائے قہار و جبار کے حضور حاضر ہوں گے۔ اس روز جس کا نامۂ اعمال نیکیوں سے خالی اور گناہوں سے سیاہ ہوگا اس کا کیا حشر ہوگا کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ ناچ، گانا، سنیما، ویڈیو کروانے والے دنیا والوں کی نظر میں اپنی عزت بنانا چاہتے ہیں، یہ عزت نہیں بلکہ سراسر ذلت ہے۔ عزت تو اسی عمل میں ہے جس کے کرنے سے اخروی عزت نصیب ہو۔

مبارک ہیں وہ بندے جو اپنے تمام تقریبات میں احکام شرعیہ کی پاسداری کرتے اور تمام لغویات وخرافات سے دور رہتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے دینی بھائیوں کو احکام شریعت پر عمل کرنے اور منہیات شرعیہ سے اجتناب کی توفیق بخشے۔ حضرت قاضی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ختنہ کے مسائل و مراسم پر سیر حاصل مضامین سپرد قرطاس کئے اور اس کے ساتھ اس میں رائج رسومات قبیحہ کی عام فہم اور دلنشیں انداز میں بیخ کنی کی ہے۔ اللہ رب العزت اس تحریر سے عوام اہلسنت کو مستفیض فرمائے اور حضرت قاضی صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

(مفتی) غلام رضا قادری مصباحی

خادم جامعہ ام الخیر رضا نگر کھر کا معصوم، پوسٹ سعد اللہ نگر ضلع بلرام پور یوپی

حرف آغاز

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

ختنہ سنت اور شعارِ اسلام ہے۔ اس سے مسلمان اور کافر میں امتیاز ہوتا ہے۔ اس وجہ سے لوگ اسے سنت اور مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ بچہ کی ولادت سے لے کر موت تک بہت سی خلاف شرع رسمیں مسلمانوں میں رائج ہیں۔ ختنہ کے موقع پر بھی قسم قسم کی غیر شرعی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔

قابل مبارک باد ہیں مصلح قوم حضرت مولانا قاضی محمد اطیعوا الحق صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی کہ انہوں نے اس جانب توجہ مبذول فرمائی اور ختنہ سے متعلق جو مسائل فقہی کتابوں میں جابجا پھیلے ہوئے تھے، انہیں یکجا کیا اور ساتھ ہی ساتھ اس سلسلے میں مروّجہ غلط رسوم کی بہتر ومناسب انداز میں اصلاح فرمائی ہے۔ نیز صحیح حکم شرعی سے لوگوں کو باخبر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ رسالہ اپنے موضوع پر انفرادی شان کا حامل ہے۔

دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ قاضی صاحب قبلہ کی کوشش کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کو لوگوں کے لئے مفید سے مفید تر بنائے۔ (آمین)

انوار احمد قادری امجدی
خادم مرکز تربیت افتا
وسجادہ نشین خانقاہ فقیہ ملت
اوجھاگنج، بستی

۲۰ صفر المظفر ۳۷ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ○

آج امت مسلمہ زوال پذیر ہے، اوراس کا وقار ختم ہوتا جارہا ہے۔اس کی خاص وجہ خشیت الٰہی میں کمی اور سنت نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوری ہے۔ عموماً مسلمانوں میں بچہ کی پیدائش سے لےکر مرنے تک مختلف مواقع پر تباہ کن اور غیر اسلامی رسوم جاری ہیں۔جس نے ہمیں مزید تنزل کی کھائی میں ڈھکیل دیا ہے۔ان رسومات میں سے ایک رسم ختنہ کی بھی ہے۔ختنہ کا جب وقت آتا ہےتو ایسی ایسی رسمیں کی جاتی ہیں کہ خدا کی پناہ۔

خود اپنی شریعت سے گریزاں ہیں بہت ہم
غیروں کی ہر اک رسم کو اپنائے ہوئے ہیں

باوجود اس کے بہت سے لوگ اپنے پاؤں سے غیر شرعی رسومات کی بیڑیاں کاٹ کر اسلامی رسومات کو اپنانا چاہتے ہیں، لیکن برادری کے طعنوں سے گھبراتے ہیں۔ خدا کرے کہ کوئی ایسی اسلامی تحریک اٹھے جو بلا خوف وخطر ان تمام غیر اسلامی رسومات کا قلع قمع کردے۔

اکثر لوگوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ دار کی عورتیں جمع ہوتی اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام ہے، پھر عورتوں کا گانا مزید برآں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور عشق وہجر و وصال کے اشعار یا گیت۔

جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں، گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں۔گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں۔نیز ایسے گانے میں جوان جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں۔ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا، اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور اخلاق وعادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے

گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت اور ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔

نیز اس ضمن میں ''رت جگا'' بھی ہوتا ہے۔ عورتیں رات بھر گاتی بجاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں۔ طاق بھرنے میں کنبہ اور رشتہ دار اور پاس پڑوس کی عورتیں اکٹھا ہو کر گاتی بجاتی ناچتی کودتی اور شور وغوغا مچاتی ہیں۔ دوسروں کی نیند خراب اور اپنا وقت فضول اور لغو کاموں میں ضائع و برباد کرتی ہیں یہ حرام و گناہ ہے۔ پھر عورتوں کو گاتے ہوئے مسجد تک جانا اور بھی زیادہ برا اور سخت گناہ ہے۔

نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد جا سکتے ہیں، عورتوں کی کیا ضرورت۔ پھر اگر اس رسم کی ادا کے لئے عورت ہی ہونا ضروری ہو تو اس جمگھٹے کی کیا حاجت۔ پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت، اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے۔ پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لیے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے ہاتھ میں ایک چومک دیا (چراغ) ہوتا ہے۔ یہ سب ناجائز۔ جب صبح ہو گئی چراغ کی کیا ضرورت، اور اگر چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا کافی ہے۔ آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔ اور فضول خرچی حرام و گناہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ کتاب الحظر والاباحت، بہار شریعت ح ۷ ص ۹۵، فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۹۵)

ایسے مواقع پر لاؤڈ اسپیکر سے گانے گوانا، ویڈیو لگوانا، ناچ اور قوالی وغیرہ کرانا، گولے اور پٹاخے توڑنا حرام اشد حرام ہے۔ اور گانے والی عورتوں اور میراثیوں کو انعام میں روپیہ پیسہ اور کپڑے وغیرہ دینا اعانت علی الاثم (گناہ پر مدد دینا) ہے اور یہ حرام و گناہ۔ مسلمانوں کو اس سے اجتناب واحتراز واجب ولازم ہے۔

آتش بازی کے بارے میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، نصف اول ص ۷۷ و ۱۹۱)

عزیز واقارب کی ضیافت اور کپڑے وغیرہ دینا

ختنہ کے موقع پر عزیز واقارب اور دوست واحباب کی ضیافت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ بچے کا باپ اپنے بہن، بہنوئی اور دیگر اہل قرابت کو کپڑوں کے جوڑے دینا ضروری سمجھتا ہے۔ اور بچے کے نانا ماموں کی طرف سے بھی کپڑوں کے جوڑے وغیرہ لانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اہل برادری کو کھانا کھلانا نیز بہن بہنوئی وغیرہ کو کپڑوں کے جوڑے دینا ضروری سمجھنا، یہ سب مسلمانوں کی کمزور ناک نے پیدا کر دیئے ہیں۔ اگر وسعت ہو تو ایسا کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ صلہ رحمی ہے۔ لیکن اسے ضروری سمجھنا غلط ہے۔

بچے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اس کا ختنہ باپ کرے، یہ پابندی لگا دینا کہ پہلے بچے کا ختنہ نانا ماموں وغیرہ کریں یہ اسلامی قاعدے کے خلاف ہے۔

ان رسموں کی پابندی میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی مالی حالت اچھی نہیں تو ختنے میں تاخیر کرتے ہیں۔ اور اس رسم کو پوری کرنے کے لیے رقمیں فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر رقم کی فراہمی نہ ہو سکی تو قرض لیتے ہیں اگر قرض حسن نہیں ملتا تو سودی قرض لیتے ہیں۔ اور اس ضروری رسم کو پوری کر کے برادری میں اپنی ناک اونچی کرتے ہیں۔ غیر ضروری کام کے لیے قرض لینا دانش مندی نہیں اور سودی قرض لینا حرام و ناجائز ہے۔

مروّجہ رسم کی خرابیاں

ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ہمارے یہاں بہت دھوم دھام سے بچوں کا ختنہ کیا جاتا ہے مگر میری مالی حالت بہت ہی کمزور ہے اب میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ اہل برادری کو کھلا پلا سکوں۔ اور لوگوں کو کپڑوں کے جوڑے وغیرہ دے سکوں۔ میرا بچہ قریب البلوغ ہے اتنی تاخیر صرف اس لیے کی گئی کہ اس مصارف کے لیے رقم کی فراہمی کسی صورت سے ہو جائے، لیکن ایسا نہ ہو سکا اب میں کیا کروں؟

میں نے عرض کیا کہ اہل برادری کو کھلانا، اور اہل قرابت کو کپڑوں کے جوڑے وغیرہ دینا ضروری نہیں۔ اور ختنہ کرانا شرعاً ضروری ہے کہ یہ شعار اسلام ہے۔ آپ خدا کا نام لے کر نہایت سادگی سے اپنے بچے کا ختنہ کرا لیجئے۔ خیر بہت سمجھانے بجھانے سے وہ ہماری بات مان گیا۔

یہ ہے ان رسموں کی خرابیاں کہ غیر ضروری چیز کو ضروری سمجھ کر تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ مگر آنکھیں نہیں کھلتیں اللہ تعالیٰ ہدایت و سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

اس رسم کی خرابی کا ایک واقعہ

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں کہ میں نے ایک جوان شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ میرا ختنہ نہیں ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے والد کے پاس برادری کو کھلانے کے لیے روپیہ نہیں تھا اس لیے میرا ختنہ نہ ہوا۔ یہ ہے ان رسموں کی پابندیوں میں خرابیاں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسی غیر شرعی پابندیوں سے باز رہنا چاہئے۔

(۲) اس ضمن میں ایک دوسرا واقعہ سنئے!

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ زید امام ہے اور اس کے پانچ بیٹے ہیں جن میں سے دو بالغ ہیں، ایک لڑکے کی عمر ۲۰ سال ہے اور دوسرے کی ۱۷ سال- اور باقی کی عمر دس سال سے اوپر ہے۔ ان بالغ لڑکوں میں سے کسی کا ختنہ نہیں ہوا ہے۔ امام صاحب سے جب پوچھا گیا کہ ختنہ کیوں نہیں کروائے تو جواب ملا کہ مجبوری ہے یعنی دھوم دھام سے کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اب ان لڑکوں کا ختنہ کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ جب کہ لڑکے بالغ ہو چکے ہیں۔ شرع کے مطابق مسئلہ سے آگاہ کریں۔

موصوف علیہ الرحمہ نے جواباً تحریر فرمایا: ختنہ سنت مؤکدہ اور شعار اسلام ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۳۶) اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نومسلم کو حکم فرمایا: "الق عنك شعر الكفر ثم اختتن." (سنن ابی داؤد ص ۳۵۶) زمانۂ کفر کے بال اتار اور اپنا ختنہ کرا (احمد وابوداؤد) ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ولادت کے سات دن بعد ہو ۱۲ رسال تک۔ (بہار شریعت ح ۱۵ ص ۱۷۱)

عالمگیری میں ہے: ابتداء وقت المستحب للختان من سبع سنين الى اثنتي عشرة سنة وقال بعضهم يجوز بعد سبعة ايام من وقت الولادة۔ (ج ۵ ص ۳۵۷)

اس مدت میں ختنہ کرانا باپ کا کام ہے۔ وللاب ان يختن ولده الصغير۔ (حوالہ مذکورہ بالا) زید مذکور اتنے دنوں تک یہ سنت انبیا ترک کر کے بے شک شعار اسلام کا تارک اور مستحق عذاب الٰہی ہوا کہ عادۃً سنت مؤکدہ ترک کرنے والے کا یہی حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۸۸)

زید پر واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبۂ صادقہ کرے اور نابالغ لڑکوں کا ختنہ فوراً کرائے۔ مسئلہ جان لینے کے بعد بھی اگر وہ اس حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمان اس کو ضرور امامت سے علیحدہ کر دیں۔ ومشى في شرح منية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (شامی ج ۲ ص ۲۵۵) شرح منیہ میں لکھا ہے کہ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

اور سوال میں اس نے جو مجبوری بتائی شریعت میں اس کا اعتبار کچھ نہیں۔ ختنہ کے لیے دعوت عام اور دھوم دھام کچھ ضروری نہیں۔ جو لڑکے بالغ ہو گئے ہیں وہ اگر اپنا ختنہ کر سکتے ہو تو کریں اور نہ کر سکتے ہوں تو ایک روایت میں ہے کہ معاف ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کسی دوسرے جانکار آدمی سے کرا سکتے ہیں جو ختنہ کرنا جانتا ہو۔ (فتاویٰ بحر العلوم ج ۵ ص ۳۸۲، ۳۸۳)

افسوس صد افسوس!

دور حاضر میں ایسے لوگ بھی مصلّٰی امامت پر براجمان ہیں، جب پڑھے لکھے کا یہ حال ہے تو جاہلوں کی جہالت کا کیا رونا رویا جائے۔ یہی لوگ قوم کی رہنمائی کا دم بھرتے ہیں اور خود ہی گمراہی کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسی صورت حال کے پیشِ نظر کسی کا شعر ہے۔

جنھیں خبر ہی نہیں دین کے اصولوں کی
وہ مدرسوں کے مدرس ہیں مسجدوں کے امام

نچھاور کا حکم

جب ختنہ کا وقت آتا ہے تو قرابت دار جمع ہوتے ہیں، جن کی موجودگی میں ختنہ ہوتا ہے۔ نائی ختنہ کر کے ایک سوپ یا رومال وغیرہ رکھ دیتا ہے جس میں ہر شخص اپنی ہمت و وسعت کے مطابق روپیہ پیسہ ڈالتا ہے۔ غربا کے یہاں تو کم مگر مالداروں کے یہاں اچھی خاصی رقم ہو جاتی ہے جسے ختنہ کرنے والا لے جاتا ہے۔

اہل قرابت ختنہ کرنے والے کے رومال وغیرہ میں جو روپے پیسے ڈالتے ہیں وہ ''نچھاور'' کہلاتا ہے۔ اگر یہ رقم بدلے کی نیت سے دی جاتی ہے تو ایسی صورت میں یہ رقم بچے کے والد پر قرض کی طرح ہے کہ جب ان کے گھروں میں تقریب ہو وہ بھی اس کے گھر دے۔ اور اگر یہ رقم بدلے کے تقاضے سے نہیں دی جاتی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (اسلامی زندگی وغیرہ)

تحفۃً آئے ہوئے کپڑے کے جوڑے کا حکم

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ختنہ کی تقریب میں رشتہ داروں کے یہاں سے جوڑے وغیرہ آتے ہیں، سہرے پر روپے دیئے جاتے ہیں، اور جوڑے بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے جن چیزوں کی نسبت معلوم ہو کہ بچہ کے لیے

ہیں، مثلاً چھوٹے کپڑے جو بچہ کے مناسب ہیں یہ اسی بچہ کے لیے ہیں ورنہ والدین کے لیے ہیں۔ اگر باپ کے اقربا نے ہدیہ کیا ہے تو باپ کے لیے ہیں۔ ماں کے رشتہ داروں نے ہدیہ کیا ہے تو ماں کے لیے ہیں۔ (درمختار)

مگر یہاں ہندوستان کا یہ عرف ہے کہ کنبہ کے لوگ بھی زنانہ جوڑے بھیجتے ہیں جو ماں کے لیے ہوتا ہے۔ اور ناناہال سے بھی مردانہ جوڑا بھیجا جاتا ہے۔ جس کا صاف مقصد یہی ہے کہ مرد کے لیے مردانہ جوڑا ہے، اور عورت کے لیے زنانہ اگرچہ کہیں سے آیا ہو۔

دیگر تقریبات مثلاً بسم اللہ کے موقع پر، اور شادی کے موقع پر طرح طرح کے ہدایا آتے ہیں اور وہ چیزیں کس کے لیے ہیں؟ اس کے متعلق جو عرف ہو اس پر عمل کیا جائے۔ اور اگر بھیجنے والے نے تصریح کر دی ہے تو یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ تقریبات میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ نام بنام سارے گھر کے لیے جوڑے بھیجے جاتے ہیں۔ بلکہ ملازمین کے لیے بھی جوڑے آتے ہیں۔ اس صورت میں جس کے لیے جو آیا ہے وہی لے سکتا ہے دوسرا نہیں لے سکتا ہے۔ (بہار شریعت ج ۱۴ ص ۷۳، ۷۴)

ماموں، بھانجے کا ایک ساتھ ختنہ جائز ہے

بعض جگہوں پر ماموں اور بھانجے کا ایک ساتھ ختنہ کرنے میں عورتیں اعتراض کرتی ہیں یہ غلط ہے۔ ماموں اور بھانجے کے ایک ساتھ ختنہ کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ اور عورتوں کا اعتراض غلط ہے۔ (فتاوٰی امجدیہ ج ۴ ص ۲۳)

پیدائشی مختون کے ختنہ کی رسم

بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں۔ اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جا سکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو ختنہ کرنے والوں کو دکھایا جائے اگر کہہ دیں کہ نہیں ہو سکتی تو چھوڑ دیا

جائے بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔ (عالمگیری)
لوگوں میں ایک رسم یہ بھی پائی جاتی ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی۔ اس کے باپ وغیرہ اولیا اس رسم کی ادا کے لیے اعزہ اقربا کو دعوت دے کر بلاتے ہیں۔ اور بڑی دھوم دھام سے ختنہ کے قائم مقام "پان کی گلوری" کاٹی جاتی ہے، گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی یہ ایک لغو حرکت ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔

(بہار شریعت ح۱۶ ص ۲۰۱)

ایک اور رسم بد

مسلمانوں کی بعض قوموں میں یہ رسم بد بھی پائی جاتی ہے کہ عورتیں ختنہ کی کٹی ہوئی کھال اور میٹھا چاول لے کر گانا گاتی ہوئی تالاب پر جاتی ہیں اور کٹی ہوئی کھال کو اس میں دفن کرتی ہیں۔ اور اگر تالاب میں پانی ہے تو ایک عورت پانی کے اندر داخل ہو کر گاڑتی ہے۔ اس کے بعد بقیہ عورتیں بھی اس میں کود پڑتی ہیں اور خوب دھینگا مشتی ہوتی ہے اور پانی سے شرابور ہو کر تالاب سے باہر آتی ہیں۔ اس طوفان بدتمیزی کے بعد میٹھا چاول ان عورتوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ میٹھا چاول عورتیں ایک دوسرے کے گال پر بھی ملتی ہیں اور خوب ہنسی مذاق ہوتی ہے۔ اور وہاں سے گاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتی ہیں۔ یہ نہایت ہی بیہودہ اور خلاف شرع رسم ہے۔ اس رسم بد سے توبہ کرنی چاہیے۔

عورت کی آواز بھی عورت ہے

عورت کی آواز کا بھی نامحرموں سے پردہ ہونا ضروری ہے۔ اگر عورت نماز پڑھ رہی ہے اور کوئی آگے سے گذرنا چاہے تو یہ عورت "سبحان اللہ" کہہ کر اطلاع نہ دے۔ بلکہ اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے ہتھیلی کی پشت پر مارے گی۔ عورت کو اپنی نماز ادا کرتے وقت اذان واقامت کی اجازت نہیں۔ اگر عورت تلاوت قرآن کریم کر رہی ہے تو پست آواز سے پڑھے تاکہ اس کے پڑھنے کی آواز نامحرم تک نہ پہونچے۔

اور اگر اندرون خانہ زنانہ میلاد شریف ہورہا ہے تو عورتوں کو اس شرط کے ساتھ پڑھنے کی اجازت ہے کہ ان کی آواز نامحرموں کے کان تک نہ پہونچے، تو انھیں گانے بجانے کی کب اجازت ہوگی۔ لہٰذا گانے بجانے والی عورتوں کو سوچنا چاہئے کہ گانا گا کر وہ کس قدر گنہگار ہوتی ہیں۔ انھیں قہرِ قہار اور غضبِ جبار سے ڈرنا چاہئے۔

عورتوں کا بلند آواز سے نعت و میلاد پڑھنا جائز نہیں

عورتیں باہم گلا ملا کر مولود شریف پڑھتی ہیں اور ان کی آوازیں باہر کے لوگ سنتے ہیں اس طرح عورتوں کا پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سنیں باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، نصف آخر، ص ۱۸۴)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ عورتوں کا بیان میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زنانی محفل میں باآواز بلند نثر و نظم پڑھنا اور نظم خوش آوازی و لحن کے ساتھ پڑھنا، اور مکان کے باہر سے ہمسایہ کے مردوں اور نامحرموں کا سننا تو ایسا پڑھنا جائز یا ناجائز؟

جواباً تحریر فرمایا: عورت کا خوش الحانی سے باآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز حرام ہے نوازل امام فقیہ ابواللیث میں ہے: نغمة المرأة عورة (یعنی عورت کا خوش آواز جائے، کر کے پڑھنا ''عورۃ'' یعنی محل ستر ہے۔

کافی امام ابوالبرکات نسفی میں ہے: لا تلبی جهرلان صوتها عورة۔ امام ابوالعباس قرطبی کی کتاب ''السماع'' پھر بحوالہ علامہ علی مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی، پھر ردالمحتار علامہ شامی میں ہے: لا تجیز لهن رفع اصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لمافی ذلك من استمالة الرجال الیهن وتحریك الشهواة منهم ومن هذا الم یجز ان تؤذن المرأة۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، نصف آخر، ص ۷ ۱۴، ۱۴۸، مترجم ج ۲۲، ص ۲۴۵)

ترجمہ: عورتوں کو اپنی آوازیں بلند کرنا، انہیں لمبا اور دراز کرنا، ان میں نرم لہجہ اختیار کرنا اور ان میں تقطیع کرنا (یعنی کاٹ کاٹ کر تحلیلی عروض کے مطابق) اشعار کی طرح آوازیں نکالنا، ہم ان سب کاموں کی عورتوں کو اجازت نہیں دیتے، اس لیے کہ ان سب باتوں میں مردوں کا ان کی طرف مائل ہونا پایا جائے گا۔ اور ان مردوں میں جذبات شہوانی کی تحریک پیدا ہوگی۔ اسی وجہ سے عورت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اذان دے۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۲ ص ۲۴۲، ۲۴۳)

نیز فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

آج کل عورتیں میلاد میں نعت شریف بلند آواز سے پڑھتی ہیں۔ اور پھر آخر میں صلاۃ وسلام تو اتنی زور سے پڑھتی ہیں کہ ان کی آواز گھر سے باہر دُور تک پہنچ جاتی ہے۔ عورتوں کا اس طرح پڑھنا حرام، حرام، حرام، سورۂ نور کی آیت کریمہ: وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ الخ کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے: رفع صوتها بحيث يسمع الاجانب كلاهما حرام۔ یعنی عورت کا اپنی آواز کو اس طرح بلند کرنا کہ اجنبی مرد سنیں حرام ہے۔

اور ردالمحتار ج ۱، ص ۲۵۷ میں ہے: رفع صوتهن حرام، یعنی عورت کو اپنی آواز اونچی کرنا حرام ہے۔ لہٰذا ان پر لازم ہے کہ وہ نعت شریف اور صلاۃ وسلام اتنی آہستہ پڑھیں کہ گھر کے باہر آواز نہ جائے ورنہ ایسا میلاد شریف حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کی بجائے ان کی ناراضگی اور آخرت کی بربادی کا سبب ہوگا۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۷۰۲)

مسلمانوں کا کام اگر احکام شرعیہ کی پاسداری اور حسن نیت کے ساتھ انجام پائے تو وہ عبادت بن جاتا ہے اور دینی کام اگر شرعی قیود و پابندی کو پامال کر کے کیا جائے تو وہ عذاب نار کا سبب ہوتا ہے۔ ختنہ شعار اسلام ہے ان مراسم کو شرعی حدود میں رہ کر انجام دینا ازبس ضروری ہے۔

عوام الناس اور خاص کر اہل ثروت نے دنیاوی نام ونمود اور حصول عزت کے لیے

خطیر رقم عزیز لٹانا شروع کر دیا ہے۔ کوئی ان مواقع پر ناچ کرواتا ہے تو کوئی ویڈیو لگواتا ہے۔ کوئی قوالی کرواتا ہے، کوئی از کم کم ویڈیو گرافی کرواتا ہے۔ کسی کے یہاں عورتیں اکٹھا ہو کر دن رات گانے گاتی ہیں۔ تو کسی کے یہاں بے غیرت رنڈیوں کو بلوایا جاتا ہے۔

یہ حرکات کتنی قبیح و شنیع اور کتنی بے حیائیوں کا سرچشمہ ہے کون نہیں جانتا۔ اس کے باوجود مسلمان کہلانے والے بلکہ اپنے کو باعزت لوگوں میں شمار کروانے والے یہ سب کرتے کراتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمارے دینی بھائیوں کو سمجھ دے۔

ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے

ختنہ سنت اور شعار اسلام ہے اس سے مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسّی ۸۰ سال کی عمر میں بسولے سے اپنا ختنہ کیا تھا۔

(بخاری شریف مترجم کتاب الانبیاج ۲، ص ۲۶۴، مسلم شریف مترجم کتاب الفضائل ج ۳ ص ۲۷۹)

تشریح

امام مالک اور امام اوزاعی کی روایت میں ہے کہ ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی عمر میں ختنہ کیا اس کے بعد اسّی ۸۰ سال زندہ رہے۔ امام ماوردی نے حکایت کی کہ انھوں نے ستر ۷۰ سال کی عمر میں ختنہ کیا ابن تیمیہ نے کہا کہ ان کی عمر مبارک ایک سو ستر ۱۷۰ سال کی ہوئی۔ واللہ اعلم

"بالقدوم" - دال کی تخفیف کے ساتھ بڑھیوں کا ہتھیار بسولہ اور شام میں ایک بستی کا نام بھی ہے۔ یہ دال کی تخفیف اور تشدید دونوں طرح مروی ہے۔ قرطبی نے فرمایا کہ اکثر روایتیں تخفیف کی ہیں اور اس سے مراد بڑھیّوں کا ہتھیار بسولہ ہے۔

(نزہۃ القاری ج ۶ ص ۵۰۷)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے اپنی ''بسولی'' یا کلہاڑی سے کیا تھا۔ جیسا کہ تاریخ میں خمیس میں ہے: وعن عکرمة اختتن ابراهیم وهو ابن ثمانین سنة فاوحی الله تعالیٰ انك اکملت ایمانك الا بضعة من جسدك فالقها فختن نفسه بالفأس۔ اورایک روایتؔ میں یہ بھی ہے: وختن نفسه بالقدوم۔ یعنی حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسّی[۸۰] سال کی عمر شریف میں اپنا ختنہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی تھی کہ تو نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا ہے۔ البتہ تمہارے جسم کا ایک جزو ایسا ہے کہ اس کو نکال پھینکو تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلہاڑی سے خود اپنا ختنہ کیا۔ اور ایک روایتؔ کے مطابق ''بسولی'' سے اپنا ختنہ خود کیا۔ (فتاویٰ قادریہ ص ۵۸)

ختنہ سنت اور شعار اسلام ہے

ختنہ ایک اہم سنت ہے جس کی سرحدیں وجوب سے ملتی ہیں۔ اسے دین میں ایک اہم اور بنیادی مسئلے کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ عرف عام میں ختنہ کو ''مسلمانی'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان ہونے کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ ختنہ محض ایک رسم نہیں بلکہ بے شمار فوائد کی حامل سنت ہے۔ حدیث پاک میں ہے: عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال حسن وحسین فانما سماهم النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعق عنهم وخلق رؤسهم وتصدق وامر فسروا واختتنوا۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسنؔ اور حضرت حسینؔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام خود رکھے، ان کا عقیقہ کیا، ان کے سر منڈائے، ان کے صدقے دیئے، اور ان کے ختنے کرائے۔ (الکبیر للطبرانی)

حضرت امام بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں ختنہ کی نسبت نقل فرماتے ہیں: انه شعائر الدین کالکلمة وبه یتمیز للمسلم من

الکافر۔یعنی مثل کلمہ طیبہ کے ختنہ شعائر دین اور وجہ امتیاز مومنین و کافرین ہے۔ مسلمانان ہند نے اس کا نام بھی ''مسلمانی'' رکھ لیا ہے۔ اور بعض کفار کا اس میں شریک ہونا منافی شعاریت اسلام نہیں۔ جس طرح ختنہ کرنے میں یہود شریک مسلمین ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، نصف اول، ص ۱۲۴)

محاسن شریعت

ختنہ کرانا بھی ان محاسن شریعت میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا ہے۔ ختنہ کا یہ فعل اصل میں اس فطرت کی تکمیل کے لئے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، بلکہ ختنہ کرانا خود فطرت کے کاموں میں سے ایک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فطرت کے کام پانچ ہیں، (۱) ختنہ کرنا (۲) زیر ناف بال صاف کرنا (۳) بغلوں کے بال اکھاڑنا (۴) مونچھیں تراشنا اور (۵) ناخن تراشنا۔ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۸۸)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ختنہ کو ان فطری چیزوں کی بنیاد قرار دیا جن پر لوگوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ مذکورہ قول ان مفسرین کی تاویل کے مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمان: صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۳۸) میں ''صِبْغَةَ'' سے ختنہ مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں قول ثالث کے تحت ہے: انّ صبغة الله هی الختان الذی هو تطهیر ای کما ان المخصوص الذی للنصارٰی تطهیر لهم فکذالك الختان تطهیر للسلمین عن ابی العالیة۔

یہود کی رسم تھی کہ جب کوئی ان کے دین میں داخل ہوتا تو اسے رنگ دار پانی سے غسل دیتے۔ پر عیسائیوں نے بھی اسے اختیار کر لیا۔ اور جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو زرد رنگ کے پانی سے اسے غسل دیتے (جسے اصطباغ یا بپتسمہ کہا جاتا ہے) مقصد یہ ہوتا کہ اس سے بچہ کو پاکیزگی حاصل ہوگی۔ اور کہتے کہ یہ ختنہ کے بدلہ میں پاکیزگی کا طریقہ ہے، اب

یہ بچہ پکا نصرانی ہوگیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا کہ رنگ چڑھانا ہے تو اللہ کا رنگ چڑھاؤ جو نہ پانی سے دُھلے، نہ دھوپ سے اڑے، اور نہ وقت گزرنے پر پھیکا پڑے۔ بھلا یہ ناپائیدار رنگ بھی کوئی رنگ ہے۔ جس پر تم اترا رہے ہو۔ اور اللہ کا رنگ یہی توحید خالص کا رنگ ہے جس کو چڑھانے والے سید انس وجاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

(تفسیر کبیر، ج ۲، ص: ۸۴۵، تفسیر جامع البیان، ج: ۱، ص: ۲۵ / ۲۴۷ تفسیر ضیاء القرآن، ج: ۱، ص: ۹۸ / ۹۹)

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ختنہ کرنا حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے دوسرے علما اور بعض شوافع کے نزدیک سنت اور شعائر اسلام سے ہے۔ چنانچہ کسی شہر یا قصبہ کے لوگ اگر اس سنت کے ترک پر اتفاق کرلیں تو حاکم وقت کو حکم ہے کہ ان کے خلاف جہاد کرے، جیسا کہ اذان وغیرہ کے ترک کا حکم ہے۔

ختنہ کا وقت بعض کے نزدیک پیدائش سے ساتویں دن ہے جس طرح عقیقہ، اور بعض کے نزدیک سات سال تک، بعض کے نزدیک نو سال تک، بعض کے نزدیک دس سال تک۔ اور بعض کے نزدیک جب انسان چاہے تاہم بلوغ سے پہلے پہلے ہونا چاہئے۔ خصوصاً احناف کے نزدیک جو اس کے سنیت کے قائل ہیں۔ کیونکہ سنت قائم کرنے کے لیے واجب کا ترک یعنی ستر عورت جائز نہیں۔

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ صحابۂ کرام اپنے بچوں کا ختنہ بلوغت کے بعد کرتے تھے، تو اس بلوغت سے شرعی بلوغت نہیں بلکہ لغوی بلوغت مراد ہے۔ یعنی قوت وتمیز کی عمر کو پہنچ جانا، اور یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو ختنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات اردو، ج ا، ص ۶۰۹، ۶۱۰)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے والد ماجد علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ختنہ

کا مستحب وقت ساتؑ برس سے بارہ۱۲ برس تک ہے۔ اور جواز اس کا پیدا ہونے کے دن سے بلوغ تک ہے۔ بعض ختنہ کو بھی مثل عقیقہ ساتویں دن سنت کہتے ہیں اور بعض ساتؑ اور بعض نو۹ اور بعض دس۱۰ برس کی عمر میں سنت جانتے ہیں۔ لکحول شامی کہتے ہیں کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ساتویں دن، اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا تیرہویں برس ختنہ کیا۔ اس لیے اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام میں تیرہویں۱۳ برس ختنہ کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ ختنہ ایسے وقت کرے کہ لڑکے پر تکلیف کم ہو بہتر ہے۔ دوشنبہ مبارکہ کے دن بعد زوال ختنہ کرنا مسنون ہے۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورۂ الم نشرح ص ۱۳۸)

تصریحات بالا سے واضح ہوا کہ ختنہ کرنے میں کوئی خاص عمر مقرر نہیں بلوغ سے پہلے بچپن میں ہو جانا چاہئے۔ جہاں تک کم سنی میں ہو تو بہتر ہے۔ کیونکہ اس عمر میں زخم جلد اچھا ہو جاتا ہے اور تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔ بعض احادیث کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ختنہ ساتویں روز عقیقہ کے ساتھ ہی کرا دیا تھا۔ غرضیکہ بالغ ہونے سے پہلے پہلے اس کا وقت ہے بعد بلوغ نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ستر کا چھپانا فرض ہے اور ختنہ سنت۔

چند ضروری مسائل ختنہ

ختنہ بمذہب اصح سنت مؤکدہ ہے فرض نہیں، اور ستر عورت فرض ہے۔ لہٰذا بالغ کے لیے ختنہ ضروری نہیں۔ خزانۃ الروایات میں ذخیرہ سے ہے: ان المسلم یختن مالم یبلغ فاذابلغ لم یختن لان ستر عورۃ البالغ فرض والختان سنۃ فلایترک الفرض للسنۃ۔

☆ بالغ آدمی کا ڈاکٹر یا نائی کے سامنے شرمگاہ کھولنا حرام ہے۔ اور سنت کے لیے حرام کا ارتکاب جائز نہیں۔ ہاں اگر اپنا ختنہ خود کر سکتا ہے تو کرے، یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو ختنہ کر سکے ورنہ ایسے شخص کے لیے ختنہ معاف ہے۔

مجمع البرکات میں ہے: وقیل فی ختان الکبیر اذاامکن ان یختن نفسہ

فعل والا لم یفعل الاان یمکنہ ان یتزوج اویشتری ختانہ۔ انتھی
☆بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ ہاں اگر نو مسلم بالغ ہے اور خود ختنہ کر سکتا ہے تو خود کرے۔ یا اگر اس کی بیوی کر سکتی ہے تو اس سے کرائے یا اگر ختنہ کرنے والی کوئی عورت ایسی ملے جو اس سے نکاح کرنے پر راضی ہو تو اس سے نکاح کے بعد ختنہ کرائے، ورنہ معاف ہے۔ اس واسطے کہ عذر کی وجہ سے واجب کا ترک کرنا جائز ہے تو سنت کا ترک بدرجۂ اولیٰ جائز۔

☆اگر کافر ایمان لایا اور کسی وجہ سے اس کا ختنہ نہ ہوا تو ایسے شخص سے نکاح بھی جائز ہے، اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی جائز و حلال ہے۔

جاہلوں میں مشہور ہے کہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اس کا نکاح نہیں ہو سکتا، اور اس کا ذبیحہ حلال نہیں، یہ خیالات سراسر جہالت ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۳۶، ۹۳)

☆لڑکے کا ختنہ کرایا گیا مگر پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہو گیا، اور باقی کو کاٹنا ضروری نہیں۔ اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے۔ ختنہ ہو چکا ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی تو دوبارہ ختنہ کیا جائے۔ اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ عالمگیر اردو ج ۹، ص ۹۲، بہار شریعت ح ۱۶ ص ۲۰۱)

بالغ غیر مسلم کے ختنہ کا حکم

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مسلمان ہو گیا ہے جس کی عمر ستائیس ۲۷ سال ہے اسے ڈاکٹر سے ختنہ کروانا کیسا ہے؟ جواباً تحریر فرمایا کہ شخص مذکو کو ڈاکٹر سے ختنہ کروانا جائز نہیں، اس لئے کہ ختنہ سنت ہے اور بالغ آدمی کا ڈاکٹر یا نائی کے سامنے شرمگاہ کو کھولنا حرام ہے اور سنت کے لئے حرام کا ارتکاب جائز نہیں۔ ہاں اگر اپنا ختنہ خود کر سکتا ہے تو کرے، یا ایسی عورت سے نکاح کرے

جو ختنہ کر سکے ورنہ ایسے شخص کے لئے ختنہ معاف ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان ''فتاوٰی افریقہ'' میں تحریر فرماتے ہیں: جوان اپنا ختنہ کر سکے تو کر لے، ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے، یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کر سکے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے معاف ہے۔

اور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوٰی عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا اگر خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرے، ورنہ نہیں۔ ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کر کے ختنہ کرالے۔ (بہار شریعت، ح ۱۶، ص ۲۰۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوٰی فیض الرسول، ج ۲، ص ۵۷۶، ۵۷۷)

غیر مختون کے پیچھے نماز کا حکم

عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی بھاگلپوری علیہ رحمۃ الباری سے دریافت کیا گیا کہ ایک مسلمان شخص غیر مختون ہے جو اوّلاً بکثرت الفت والدین اور ثانیاً زیادت عمر کے باعث اس سعادت سے محروم رہا واضح رہے کہ شخص مذکور عالم دین ہے بلکہ جید علما میں ان کا شمار ہے۔ آیا اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

جواباً تحریر فرماتے ہیں کہ ختنہ امر مسنون اور شعار اسلام ہے۔ جو شخص کسی مجبوری کی بنا پر ختنہ نہ کرا سکا وہ مسلمان بھی ہے اور عالم دین بھی رہے گا۔ اس کے پیچھے نماز بھی بغیر کراہت تحریمی صحیح و جائز ہوگی۔ ترک امر مسنون کی بنا پر خلاف اولیٰ سے بڑھ کر اور دوسری بات نہیں کہی جا سکتی۔

فتاوٰی عالمگیری مصری جلد اوّل ص ۷۸ میں ہے: فکل من کان اکمل، فھو افضل لان المقصود کثرۃ الجماعۃ ورغبۃ الناس فیہ اکثر۔ کذا فی التبیین۔ جو شخص اکمل ہے وہی افضل ہے، کیونکہ مقصد کثرت جماعت ہے اور لوگوں کا اس کی طرف کثرت سے مائل ہونا ہے۔ (حبیب الفتاوٰی ج ۱، ص ۲۳۲)

بعض علما وخطبا کی حالت زار

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبلیغ اسلام کے سلسلے میں مبلغ کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ بتدریج اسلام کی تبلیغ کرے۔ حضرت نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ وقت بدل گیا ہے بدقسمتی سے علما، وخطبا اور عام مسلمان اسلام کی بنیادی اصولوں اور دوسری غیر ضروری شروط میں فرق نہیں کر سکتے۔ اسلام قبول کرنے کے لیے متوقع لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ انھیں اپنے ختنے کروانا ضروری ہے۔ ختنہ ایک سنت ہے اگرچہ یہ بہتر ہے کہ ہر مسلمان مرد اپنا ختنہ کروائے۔ مگر اسے ان لوگوں کے لیے ناگزیر نہ بنادیا جائے جو اسلام قبول کرنے کے خواہشمند ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ جب میں ''زنجی بار'' میں تھا معلوم ہوا کہ تقریباً پانچ ہزار حبشی اسلام قبول کرنا چاہتے تھے مگر انھوں نے اسے قبول نہ کیا۔ کیونکہ انھیں یہ بتایا گیا تھا کہ ختنہ کروانا ان پر واجب ہے۔ بعد میں خبر ملی کہ انہی لوگوں نے عیسائیت قبول کرلیا ہے۔

(تبلیغ اسلام کے اصول اور فلسفہ ص ۳۰)

یہ ہے حالات زمانہ سے ناواقفیت کی دین۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ ختنہ میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ ختنہ سنت ہے اور یہی صحیح ہے۔ ایسا ہی غرائب میں ہے۔

ختنہ سے مہلک امراض کا سد باب

ختنہ ایک خالص مسلمانی اصول اور نشانی ہے دیگر مذاہب میں ختنہ کا اصول اور رواج نہیں۔ ختنہ کا رواج صرف ابراہیمی نسلوں میں پایا جاتا ہے اور یہ ان کا مذہبی شعار ہے۔ جن مذاہب میں ختنہ نہیں ہوتا وہاں بعض ایسی بیماریاں پائی جاتی ہیں جو ان لوگوں میں نہیں جن کا ختنہ ہوتا ہے۔ ختنہ نہ کرنے والوں میں مندرجہ ذیل بیماریوں کا اندیشہ رہتا ہے۔

عضو تناسل کی فالتو کھال نہ کٹنے کے سبب قلفہ یعنی فالتو کھال میں ایک زہریلا

مواد جمع ہو جاتا ہے جو کئی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔
☆ قلفہ کے زہریلے مواد سے سرطان یعنی کینسر ہو جاتا ہے، خاوند سے بیوی کو بھی یہ سرطان لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ عام طور پر عضوتناسل میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قلفہ یعنی فالتو کھال حشفہ کے ساتھ پیوست ہو جاتی ہے اس سے پیشاب میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ رکاوٹ ایک شدید تکلیف اور دوسرے متعدد عوارض کا سبب ہوتی ہے۔ (طب نبوی ص ۳۲)

ختنہ کے طبّی فوائد

ختنہ ایک خالص اسلامی اصول اور نشانی ہے بعض مذاہب میں ختنہ کا اصول اور رواج نہیں۔ جن جن مذاہب میں ختنہ نہیں ہوتا وہاں بعض ایسی بیماریاں ہیں جو ان لوگوں میں نہیں جن کا ختنہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر واچر نے ختنے کے متعلق تحقیق میں وضاحت کی ہے کہ ''جن کے ختنے ہو گئے ہوں وہ شرمگاہ کی سرطان سے بچ جاتے ہیں اگر ختنے نہ کئے جائیں تو پیشاب کی بندش اور گردے کی پتھری کے خطرات موجود رہتے ہیں۔ بلکہ بے شمار مریض ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے پتھری کے مریض ہوتے ہیں۔

☆ ختنہ سے مرد غیر ضروری شہوت اور خیالات کے انتشار سے بچ جاتا ہے۔

☆ بعض خطرناک بیماریوں کے جراثیم عضو خاص کے گھونگھٹ میں پھنس کر اندر ہی اندر بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس سے عضو خاص کا اگیزیما، خارش اور الرجی ہو جاتی ہے۔

☆ عورتوں میں اس کے برے اثرات پڑتے ہیں، کیونکہ یہی امراض مردوں کے ذریعہ عورتوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

☆ آتشک، سوزاک اور خطرناک الرجی کے مریضوں میں مرض کی پیچیدگی صرف ان مریضوں کو ہوتی ہے جو ختنے کے بغیر ہوتے ہیں۔

☆ بعض مریض ایسے دیکھنے میں آئے ہیں کہ ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے اولاد سے محرومی ہو جاتی ہے۔ قوتِ باہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اور طرفین نشاط و سرور سے محروم

رہتے ہیں جوان کا انسانی حق ہے۔

☆بعض غیر مختون مردوں کی اولاد نہیں ہوتی، یا کم عمری میں ہی فوت ہو جاتی ہے۔اطبّا اس کا علاج ختنہ تجویز کرتے ہیں۔بے اولادی کا یہ بڑا کامیاب علاج ہے۔

پیدائش کے بعد سات آٹھ روز کے اندر اندر ختنہ کر دینا مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس عمر میں زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہے۔بچہ بڑا ہو جائے تو وہ زور سے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتا ہے۔ایسی صورت میں وہ اپنا زخم جلد ٹھیک نہیں ہونے دیتا۔ذرا ہوشیار ہو جائے اور چلنے پھرنے لگے تو پھر اس کے ختنے سے اسے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر زیادہ تاخیر ہو جائے تو بعض امراض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، جو بعض دفعہ مزمن صورت اختیار کر لیتا ہے۔(سنت نبوی اور جدید سائنس حصہ اول ص ۲۶۴، ۲۶۷)

طبی نقطۂ نظر سے ختنہ ڈیڑھ سو (۱۵۰) بیماریوں کے لیے فائدہ مند ہے۔بعض بیماریوں میں ڈاکٹر غیر مسلم بچوں کا ختنہ کرا دیتے ہیں۔

غور کیجیے! اسلامی تعلیم کا کون سا پہلو ہے جو سراسر فوائد کا حامل نہیں اور کون سی خرابی ہے جو اسلام کو چھوڑ کر برداشت نہیں کرنی پڑتی ہے۔

ختنہ کے اور بھی عظیم فوائد ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں اور جدید طبی کتب میں بھی ان کی طرف اشارے موجود ہیں۔

تجربہ کار نائی یا ڈاکٹر سے ختنہ کرایا جائے، ختنہ سے پہلے اجرت طے کر لی جائے، تاکہ ان کو ختنہ کے بعد فوراً دے دی جائے۔علاج میں خاص نگرانی رکھی جائے، ختنہ صرف اسی کا نام ہے رسم ختنہ میں بھی بہت سی فضول خرچی ہوتی ہے ان سے بچنا چاہیے کہ فضول خرچی گناہ ہے اور فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔قرآن پاک میں ہے:-اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ-وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔

(پ ۱۵ سورہ بنی اسرآئیل آیت ۲۷)

ترجمہ رضویہ: بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

سجدۂ شکر کا اسلامی طریقہ

اولاد پیدا ہوئی، یا مال پایا یا گم ہوئی چیز مل گئی، یا مریض نے شفا پائی، یا مسافر واپس آیا، یا کسی اور نعمت کے ملنے پر سجدہ کیا (یونہی ہمارے یہاں شادی بیاہ اور ختنہ کے موقع پر بھی مسجد میں لے جا کر سجدہ کراتے ہیں) اس کو سجدۂ شکر کہتے ہیں کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔ یعنی کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ اور سجدے سے فارغ ہو کر تکبیر کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور سجدہ میں یہ دعا پڑھے: سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۝

(بہار شریعت ح ۴ ص ۴۳، ۷۴، نظام شریعت ص ۲۵۹، ۲۶۲)

ختنہ کے موقع پر دعوت کرنا جائز ہے

ختنہ کے موقع پر بھی عزیز و اقارب کی عام دعوت ہوتی ہے اور لوگوں کو کھلاتے پلاتے ہیں، اس موقع پر دعوت کو بعض لوگ حرام و ناجائز کہتے ہیں یہ ہرگز حرام و ناجائز نہیں ذیل مین مفتیانِ کرام کی تحقیق انیق ملاحظہ کیجئے!

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں: عقیقہ شکر نعمت ہے اور نعمت کے لیے اعلان کا حکم قال اللہ تعالیٰ: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور دعوت موجب اعلان، اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ رد سنت کرے نہ وہ کہ تائید کما نص علیہ الائمہ قدیماً وحدیثاً منھم حجۃ الاسلام فی احیاء والعلامۃ سعد فی شرح المقاصد والسید عارف باللہ عبدالغنی فی الحدیقہ الندیۃ لاجرم۔

ردالمحتار میں فرمایا:

بغی عقیقۃ مرق لحمانیا اوطبخہ مع اتخاذ دعوۃ اولا۔

یونہی ختنہ کا اعلان سنت ہے۔ کما ان السنۃ فی الخفاض الخلفاء۔
علماء نے دعوتیں گیارہ" گنائیں ان میں دعوت ختنہ و دعوت عقیقہ بھی ہے۔ بعض نے
آٹھ^۸ گنیں ان میں یہ دونوں داخل ہیں۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:- قیل الضیافۃ
ثمانیۃ الولیمۃ للعرس والاعذار للختان لسابع الولادۃ۔ الخ

(احکام شریعت کامل ص ۱۸۹، ۱۹۰)

نیز فرماتے ہیں: ختنہ کی تقریب میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے اگر وہ کھانا منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور نیت محمودہ سے ہو تو اسراف نہیں کہ یہ سرور ہے اور سرور میں دعوت سنت ہے۔ اور اگر ریا و تفاخر کے لیے ہو تو حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ نصف آخر ص ۱۷۲، احکام شریعت کامل ص ۱۵۳، ۱۵۴)

صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ زید اپنے لڑکے کا ختنہ کرنا چاہتا ہے جس میں چند لوگوں کو دعوت دے کر کھانا کھلانا چاہتا ہے۔ مگر بکر کہتا ہے کہ ختنہ کا کھانا ناجائز ہے کیونکہ یہ تو آپریشن ہے۔ اس مسئلہ کو صاف طور سے تحریر کریں؟

جواباً تحریر فرمایا:- ختنہ سنت ہے اور شعار اسلام سے ہے۔ اس لیے لوگ اس کو سنت اور مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ اس کو آپریشن کہنا غلطی اور جہالت ہے۔ اس میں خوشی کرنا، مٹھائی بانٹنا، اعزہ و احباب کی دعوت کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ ج ۴، ص ۲۲۹)

ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی بہاری علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:
مسرت و خوشی کے موقع پر عزیز و اقارب، دوست و احباب کی دعوت بھی مسنون ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب "سورہ بقرہ" تمام کیا تو اونٹ ذبح کیا اور لوگوں کی دعوت کی۔ لہٰذا ختنہ کے موقع پر جو دعوت کی جاتی ہے اس کی شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ ص ۲۷۷)

نیز فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں: ختنہ شعائر

اسلام میں سے ہے کہ مسلم اور کافر میں اس سے امتیاز ہوتا ہے۔ اس لیے عرف عام میں اسے "مسلمانی" بھی کہتے ہیں۔ تو شعائر اسلام کے حصول کی خوشی میں مسلمانوں کی دعوت کرنا جائز ومباح ہے۔ اور "مباح" شریعت کی جانب سے مطلوب نہیں ہوتا بلکہ بندہ کو کرنے نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اگر نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں اور کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور علی اخیک المسلم ۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ محبوب مسلمان کو خوش کرنا ہے۔

اور دوسری حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ان موجبات المغفرۃ ادخال السرور علی اخیک المسلم ۔ یعنی تمہارا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا مغفرت کے موجبات سے ہے۔ لہٰذا اگر مسلمان بھائیوں کو خوش کرنے کی نیت سے انھیں ختنہ کے موقع پر کھلائے تو ثواب کا بھی مستحق ہوگا۔

کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم: انما الاعمال بالنیات (یعنی عمل کا دارومدار نیت پر ہے) اور درمختار جلد پنجم مطبوعہ دیوبند ص ۲۲۱ میں "بنایہ" سے ہے: اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ اوغیرھا ۔ یعنی ولیمہ ہو یا غیر ولیمہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ معلوم ہوا ولیمہ کے علاوہ دوسری دعوتوں کا قبول کرنا جائز ہے کہ اگر جائز نہ ہوتا تو اس کا قبول کرنا سنت نہ ہوتا۔

اور فتاویٰ عالم گیری جلد پنجم مطبوعہ مصر ۳۰۱ میں ہے: لاینبغی التخلف عن اجابۃ الدعوۃ عامۃ کدعوۃ العرس والختان ونحوھما کذا فی الخلاصۃ ۔ یعنی شادی اور ختنہ کی دعوت اور ان کے علاوہ دوسری تمام دعوتوں کے قبول کرنے سے انکار کرنا مناسب نہیں۔ ایسا ہی خلاصہ میں ہے۔ ثابت ہوا کہ ختنہ وغیرہ کے موقع پر عام دعوتیں کرنا جائز ہے کہ اگر اس قسم کی دعوتیں جائز نہ ہوتیں تو ان سے انکار نا مناسب نہ ہوتا۔ اور قاعدہ

کلیہ یہ ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے۔ یعنی جس چیز کی ممانعت شریعت سے ثابت ہو اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق ہو صرف وہی ممنوع و مذموم ہے۔ باقی سب چیزیں جائز ومباح ہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۶۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وحزبہ وسلم

■❖■

نیوتا کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے یا قرض کا؟

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر نیوتے کی رسم ایک اچھی نیت وارادے سے جاری ہوئی تھی۔ تاکہ خویش واقارب نیز دوست واحباب کے تعاون سے کام بآسانی انجام پاجائے۔ اور صاحب تقریب پر اس کام کے مصارف کا زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ اور اسے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے یونہی معاونین کے یہاں جب ایسی تقاریب ہوں تو سب بھائی مل کر ان کی بھی اعانت کریں۔ تاکہ وہ بھی زیر بار نہ ہوں۔ البتہ ان تقاریب میں جو روپیہ یا سامان دیا جائے وہ بدلے کے نیت وارادے سے نہ دیا جائے، بلکہ ہدیہ وہبہ کے طور پر دیا جائے۔ جب اس نیت وارادے سے دیا جائے گا تو لینے والے کے ذمہ قرض نہ ہوگا۔ اگر اس کا بدلہ ہوگیا۔ فبھا، نہ ہوا تو مطالبہ نہیں۔ کیونکہ ہبہ کا عوض دینا سنت ہے واجب نہیں۔ چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہدیہ کو قبول فرماتے، اور اس کا عوض عطا فرماتے۔ (بخاری شریف مترجم، ج ۱، ص ۸۹۵)

ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے، اور قرض سے محبت ٹوٹتی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اِیَّاکُمْ وَالدَّیْنَ فَاِنَّ اَوَّلَهٗ هَمٌّ وَّاٰخِرَهٗ حَرْبٌ۔ قرض سے بچو، کیونکہ اس کی ابتدا غم ہے اور انتہا لڑائی۔

(مؤطا حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مترجم، ص ۶۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرض کو محبت کی قینچی فرمایا ہے۔ جس طرح قینچی کپڑے وغیرہ کو کاٹ دیتی ہے، اسی طرح قرض محبت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ قرض کے باعث کتنے ہی جڑے ہوئے دل بچھڑ جاتے ہیں۔ اپنوں میں بیگانگی اور دوستوں میں دشمنی پیدا ہوجاتی ہے۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے قرض کی جانب وہی قدم بڑھائے گا۔ جسے محبت، اخوت اور دوستی کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالنا ہو۔ قرض ایک قسم کا عذاب ہے جیسا کہ سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شروع میں یہ رنج والم لاتا ہے اور آخر میں لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا بغیر کسی خاص مجبوری کے اس عذاب کو اپنے اوپر مسلط کرلینا دانشمندی نہیں ہے۔

اگر وہ رقم یا سامان بہ نیت قرض یا بدلہ دیا گیا ہے تو لینے والوں پر اس کی ادائیگی واجب ولازم ہے۔ اگر کسی وجہ سے وہ رقم یا سامان ادا نہ کرسکا اور دینے والوں نے معاف بھی نہ کیا تو آخرت میں اس پر باز پرس ہوگی۔

اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ ان دینے والوں سے پہلے ہی صاف کہہ دیا جائے کہ جو صاحب بطور امداد دینا چاہیں حرج نہیں۔ اگر مجھ سے ممکن ہوا تو ان کی تقریب میں بھی امداد واعانت کروں گا۔ اور اگر بدلہ کی نیت وارادے سے دے رہے ہوں تو میں قرض لینا نہیں چاہتا کہ اس کی ادائیگی ہمارے اوپر واجب ہو۔ اگر میں بلاوجہ یا کسی دوسری وجہ سے نہ دے سکا تو گنہ گار ہوں۔ اور معاف نہ ہونے کی صورت میں حشر میں بھی اس کا مواخدہ ہو۔ یہ کہنے کے بعد جو شخص اس کو کوئی رقم یا سامان دے گا تو وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا۔

اگر ہدیۃً دینے کے باوجود اس رقم یا سامان کا مطالبہ کرے۔ اور ادا نہ کرنے کی صورت میں طعن وتشنیع کرے تو اس کی یہ حرکت ایذائے مسلم ہے۔ اور ایذائے مسلم حرام وگناہ۔ ثانیاً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اس وجہ انیق سے بیان فرمایا: - اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ۔ ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کھا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف مترجم، ج ۲، ص ۵۷)

ہبہ دی ہوئی چیز واپس لینا نہیں چاہیے کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قے کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح کتے کا قے کر کے چاٹ لینا ہر طبیعت کے لیے باعث نفرت ہے۔ یونہی عطیہ دے کر واپس لینا ہر شخص کو برا معلوم ہونا چاہیے، اسے واپس لینا بد خلقی اور بے مروتی کی دلیل ہے۔ یہ ایک عجیب مثال ہے۔ کیونکہ کتے کے علاوہ کوئی جانور اپنی قے نہیں کھاتا۔ لہٰذا ہمیں بھی اس حرکت سے بچنا چاہیے تا کہ یہ قول ہم پر صادق نہ آئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ دی ہوئی چیز پھیر لینا گناہ ہے، اگرچہ موہوب ہوب لہ خوشی سے پھیر دے۔ (حاشیہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۲، ص ۶۴۳)

قارئین حضرات! اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور اس کا شرعی حکم ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

نیوتے کی رسم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونت اخوان سے رکھی گئی کہ وقت حاجت ایک کا کام سو۱۰۰ کی اعانت سے نکل جائے۔ نہ اس پر بار ہو نہ سوال وغیرہ سے حرج و عار ہو۔ پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی اخوان اس کی اعانت کریں۔ وہکذا اس میں جب کہ عرفاً معاوضہ مقصود ہو تو قرض ہے اور اس کی ادا واجب۔ فان المعروف کالمشروط۔ (احکام شریعت حصہ دوم ۴۸)

اب جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے

اور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:۔ شادی وغیرہ اور تمام تقریبات میں طرح طرح کی چیزیں بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے متعلق ہندوستان میں مختلف قسم کی رسمیں ہیں۔ ہر شہر میں ہر قوم کی جدا جدا رسوم ہیں۔ ان کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے۔ یا قرض کا؟

عموماً رواج سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والے یہ چیزیں بطور قرض دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے شادیوں میں اور ہر تقریب میں جب روپے (یا سامان) دیئے جاتے ہیں۔ تو ہر ایک شخص کا نام اور رقم وغیرہ تحریر کر لیتے ہیں۔ جب اس دینے والے کے یہاں تقریب ہوتی ہے تو یہ شخص جس کے یہاں دیا جا چکا ہے فہرست نکالتا ہے۔ اور اتنے روپئے (یا سامان) ضرور دیتا ہے جو اس نے دیئے تھے۔ اس کے خلاف کرنے میں سخت بدنامی ہوتی ہے۔ اور موقع پا کر کہتے بھی ہیں کہ نیوتے کا روپیہ (یا سامان) نہیں دیا اگر یہ قرض نہ سمجھتے ہوتے تو ایسا عرف نہ ہوتا، جو عموماً ہندوستان میں ہے۔ (بہار شریعت، ح ۱۴، ص ۶۷، ۶۸)

قرض کا ادا کرنا شرعاً لازمی وضروی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے یہاں دستور ہمیشہ سے ہے کہ کسی کی تقریب شادی یا ختنہ یا اور کوئی تقریب ہوتی تو اعزہ واقربا، دوست وآشنا کچھ نقد کچھ روٹی، دال، چاول، تیل، دہی، کپڑا وغیرہ لاتے ہیں۔ جس کو نوید، یا "نیوتا" کہتے ہیں جو پہلے بطور مدد معونت سمجھا جاتا تھا نہ ادا کرنے پر کوئی گرفت یا تقاضا نہیں تھا۔

لیکن اب ان تقریبوں میں میرے یہاں کوئی سامان نوید لائے اور میں کسی وجہ یا بلا وجہ سامان نہ لے گیا اس پر بعد کو تقاضا ہوتا ہے۔ شکایت ہوتی ہے کہ ہم ان کے یہاں لے گئے وہ میرے یہاں نہ لائے۔ ایسی حالت میں مجھ سے اگر ادا نہ ہو سکے تو اس کے لیے قیامت میں پرسش ہوگی یا نہیں؟ اور بغیر معاف کئے ہوئے اس کے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواباً ارشاد فرمایا: اب جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے۔ اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا۔ اور بے اس کے معاف کئے معاف نہ ہوگا۔ **والمسئلہ فی الفتاوٰی الخیریہ۔**

چارۂ کار یہ ہے کہ: لانے والوں سے پہلے ہی صاف کہہ دے کہ جو صاحب بطور امداد عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں۔ مجھ سے ممکن ہوا تو ان کی تقریب میں امداد کروں گا، لیکن

میں قرض لینا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد جو شخص دے گا وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا۔ ہدیہ ہے جس کا بدلہ ہو گیا فبہا۔ نہ ہوا تو مطالبہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، نصف آخر ص ۲۶۸)

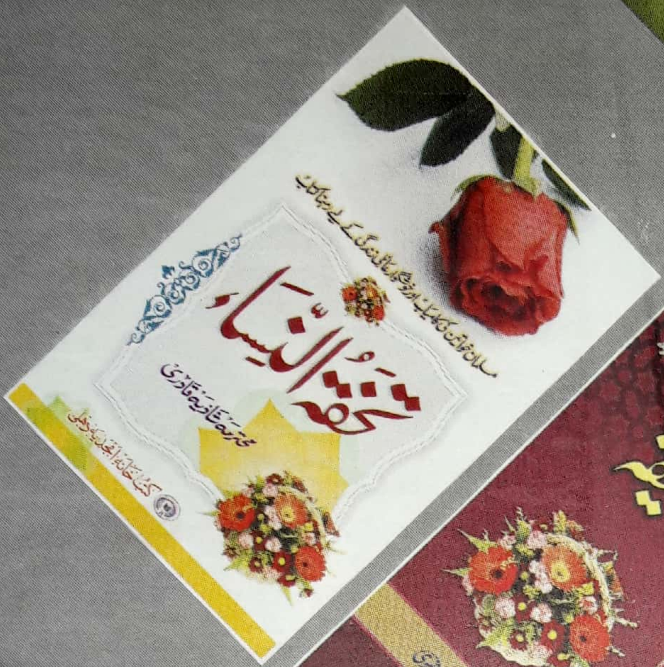
مروجہ نیوتا کی خرابیاں

اور حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: یہ نیوتا اب بہت بری رسم بن گئی ہے۔ اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ جھگڑا اور لڑائی کی جڑ ہے۔ وہ اس طرح کہ فرض کرو کہ ہم نے کسی کے گھر چار موقعوں پر دو دو روپے دیے ہیں تو ہم بھی حساب لگاتے رہتے ہیں۔ اور وہ بھی جس کو یہ روپیہ پہونچا ہے۔ اب ہمارے گھر کوئی خوشی کا موقع آیا ہم نے اس کو بلایا۔ تو ہماری پوری نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص کم از کم دس۱۰ روپئے ہمارے گھر دے۔ تاکہ آٹھ روپئے پہلے کے ادا ہو جائیں اور دو روپئے ہم پر چڑھ جائیں ادھر اس کو بھی یہی خیال ہے کہ اگر ہمارے پاس اتنی رقم ہو تو میں وہاں دعوت کھانے جاؤں ورنہ نہ جاؤں۔ اب اگر اس کے پاس اس وقت روپیہ نہیں تو وہ شرمندگی کی وجہ سے آتا ہی نہیں۔ اور اگر آیا تو دو، چار روپئے دے گیا۔ بہر حال ادھر سے شکایت پیدا ہوئی، طعنے بازیاں ہوئیں، دل بگڑے بعض لوگ تو قرض لے کر نیوتا ادا کرتے ہیں۔ بولو! یہ خوشی ہے یا اعلان جنگ؟

لوگ کہتے ہیں کہ نیوتا سے ایک شخص کی وقتی مدد ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ رسم اچھی ہے۔ مگر دوستو مدد تو ہو جاتی ہے، لیکن دل کیسے برے ہوتے ہیں۔ اور یہ روپیہ کس طرح پھنس جاتا ہے، نہ معلوم یہ رسم کب سے شروع ہوئی۔ باہمی امداد و اعانت کرنا اور بات ہے، لیکن یہ باہمی امداد نہیں اگر باہمی امداد ہوتی تو بدلہ کا تقاضا کیسا؟

ہاں اگر قرابت دار کو بطور مدد کچھ دیا جائے اور اس سے بدلہ کی توقع نہ رکھی جائے تو واقعی مدد ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے۔ اور قرض سے محبت ٹوٹتی ہے اب نیوتا بیہودہ قرض ہو گیا ہے۔ لہٰذا عقیقہ، ختنہ، شادی، موت، ہر وقت ہی نیوتے کی رسم جاری ہے۔ یہ بالکل بند ہونی چاہیئے۔ (اسلامی زندگی، ص ۱۱، ۱۲)

ہماری دیگر مطبوعات







ISBN 93-89807-86-7

9789389807868

KUTUB KHANA AMJADIA®

425/7, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

Ph.: 011-23243188, Telefax : 011-23243187

e-mail: kkamjadia@yahoo.co.uk

www.kutubkhanaamjadia.com • info@kutubkhanaamjadia.com